مواعظِ اختر
نمبر ۲۰

مردانِ راہِ خدا

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظِ اختر
نمبر ۲۰

مردانِ راہِ خدا

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: مردانِ راہِ خدا

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۸۷

بروز جمعۃ المبارک

مقام: مسجدِ اشرف، گلشن اقبال، کراچی

موضوع: ذکر اللہ اور صبر کی اقسام

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

علم کی حقیقت کس کو حاصل ہے؟..۶
اتباعِ سنت کا اہتمام کیجئے..۶
نسبت مع اللہ کا چاند دل کو توڑنے گا..۸
کوہِ طور کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی عاشقانہ حکمت...........................۸
سلطنتِ بلخ فدا کرنے کا مقام حاصل کرنے کا طریقہ.........................۹
شہادت باطنیہ معنویہ..۱۰
صبر کی تین اقسام...۱۲
صبر کی پہلی قسم: مصیبت پر صبر کرنا.....................................۱۲
صبر کی دوسری قسم: طاعات پر صبر کرنا....................................۱۲
صبر کی تیسری قسم: گناہوں سے بچنے پر صبر کرنا..........................۱۴
مردانِ راہِ خدا..۱۴
خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ کی شان..........................۱۵
اللہ تعالیٰ کے عاشق مخلوق کی ملامت سے نہیں ڈرتے........................۱۷
شیخ کی صحبت میں چالیس دن لگالیں...۱۷
صحبتِ شیخ کا نفع اور حضرت والا کا پہلا چلّہ..................................۱۹

صحبت اہل اللہ کی برکت سے روحانی حیات عطا ہوتی ہے......................۲۰
صحبتِ اہل اللہ کے ساتھ ذکر اللہ کا اہتمام بھی ضروری ہے......................۲۱
اللہ تعالیٰ کا نام محبت سے لینا چاہیے......................۲۲
جوش محبت معرفت سے پیدا ہوتا ہے......................۲۳
ستر ہزار دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے کی فضیلت......................۲۵
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذکر کی قیمت......................۲۷
سب سے منحوس گھڑی......................۲۷
درد بھرے دل کی قیمت......................۲۸
مناقب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ......................۲۹
اللہ تعالیٰ آہ وزاری سے ملتے ہیں......................۳۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُۨ ○ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ○

(سورۃُ الملك آیت: ۱، ۲)

علم کی حقیقت کس کو حاصل ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ قرآنِ مجید کی تفسیر کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری عملی زندگی قرآنِ پاک کی تفسیر ہے۔ جس کو اتباعِ سنت نصیب ہوجائے تو سمجھ لیجئے کہ اسے قرآنِ کریم کی تفسیر پر عمل نصیب ہوگیا اور اگر کسی شخص کو رات دن علوم ومعارف کے مطالعہ کا شوق ہو، کتابوں کا ذخیرہ لگا ہوا ہو لیکن اس کا کوئی عمل سنت کے مطابق نظر نہیں آتا تو یہ شخص علم کی حقیقت سے محروم ہے، اس زمانے میں لائبریریاں کھولنے کا اور مطالعہ کا تو بڑا شوق ہے لیکن عملی کمزوری بہت ہے۔

اتباعِ سنت کا اہتمام کیجئے

میں اپنے دوستوں سے یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ اتباعِ سنت کا اہتمام کریں مثال کے طور پر بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب

جوتا پہنتے تھے تو پہلے دایاں پاؤں جوتے میں داخل فرماتے تھے لہٰذا ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں جب جوتے پہنیں تو پہلے دایاں پاؤں داخل کریں اور جب اتاریں تو پہلے بایاں پاؤں نکالیں۔ اب آپ بتایئے کہ ہم لوگ جوتے پہنتے ہوئے اس سنت پر کتنا عمل کرتے ہیں؟ چوبیس گھنٹے میں اگر سو مرتبہ بھی جوتا پہننا اور اتارنا ہو تو سو مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو جائے گا اور سنت کی نیت سے حضور ﷺ کی یاد بھی تازہ ہو جائے گی کہ ہمارے آقا سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح جوتا پہنتے تھے، تو اس طرح نسبت مع الرسول سے فنا فی الرسول بننے کی کوشش کرو، شیخ کی نسبت کی تو فکر ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت حاصل کرنے کی تو فکر کرو۔ بھئی کہتے ہیں نا کہ یہ فنا فی الشیخ ہو گیا تو فنا فی الرسول بھی تو بننے کی کوشش کرو۔ اب فنا فی الرسول کے کیا معنیٰ ہیں؟ خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ))

(مؤطا امام مالک، باب ذکر اقتران الامم فی دینھم)

یعنی تم میں سے کوئی مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک اس کی تمام خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائیں۔ لہٰذا ہمیں اپنے ہر عمل میں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ کا کیا ارشاد ہے؟ بندگی اسی کا نام ہے، بندگی نام ہے کہ اپنے ارادے سے بے ارادہ ہو جانا اور اپنے اختیار سے بے اختیار ہو جانا، بینائی ہوتے ہوئے نابینا بنے رہنا، اگر نامحرم عورت سامنے آ گئی تو آنکھوں میں روشنی تو ہے مگر آنکھوں کو بند کئے ہوئے ہیں، یہ ہے اختیار سے بے اختیار ہو جانا، اسی کا نام بندگی ہے، اسی کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے کہ یہ ہیں بندے کہ بینائی ہے اور دل بھی چاہتا ہے کہ فلاں صورت کو دیکھ لوں، دل چاہتا ہے کہ فلاں خواہش کو پوری کر لوں لیکن

اپنی خواہش کو ہماری خواہش پر فدا کر دو، یہ ہے گدائی کہ اپنی مرضی کو اپنے مالک پر فدا کر دو، اس کو کہتے ہیں گدائی اور بندگی، غلامی اس کا نام ہے اور اسی کی برکت سے پھر اسے اللہ تعالیٰ اپنے قرب سے نوازتے ہیں۔

نسبت مع اللہ کا چاند دل کو توڑنے سے طلوع ہوگا

جو اپنے دل کو توڑنا نہیں جانتا، اپنے دل کو شکستہ کرنا نہیں جانتا، جو شخص اپنی خواہشات کو توڑنے کے لئے تیار نہیں ہے اس شخص کے قلب میں اللہ تعالیٰ کے تعلق کی دولت کیسے آسکتی ہے؟ اس کے قلب میں نسبت مع اللہ کا چاند کیسے نمودار ہوسکتا ہے؟ جب ہم بار بار اپنی خواہشات کو شکستہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسی ٹوٹے ہوئے دل میں آجاتے ہیں۔ حدیثِ قدسی ہے:

((اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَةِ قُلُوْبُھُمْ لِاَجْلِیْ))

(المرقاۃ، کتابُ الجنائز، باب عیادۃ المریض ج۵، ص ۲۵۲)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندوں کے ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث روایت کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے۔ تو اللہ نے اپنا گھر ٹوٹے ہوئے دلوں کو بنایا ہے لیکن دل ٹوٹتا کب ہے؟ جب کوئی اپنی ناجائز خواہش کو توڑ دے۔ جس خواہش سے اللہ ناراض ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں اس خواہش کو آپ توڑ کر دیکھئے، دل ٹوٹا اور اس دل میں خدا آیا، اس دل میں خدا کی تجلی آئی۔

کوہِ طور کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی عاشقانہ حکمت

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تجلی کوہِ طور پر دیکھی تو بے ہوش ہوگئے اور کوہِ طور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ اب کوہِ طور کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی وجہ کیا تھی؟ اس

بارے میں بہت سے مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ پہاڑ اللہ تعالیٰ کے جلوے کی تاب نہ لا سکا، لیکن مولانا رومی فرماتے ہیں کہ نہیں، بلکہ وہ پہاڑ اللہ کا عاشق تھا، وہ عاشق مزاج پہاڑ تھا، وہ اس لیے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تاکہ اللہ تعالیٰ کی تجلی اس کے ذرّے ذرّے میں داخل ہوجائے ؎

بر برونِ کوہ چو زد نورِ صمد
پارہ شد تا در درونش ہم زند

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوہِ طور پر اللہ کی تجلی نازل ہوئی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تاکہ اس کے باطن میں بھی اللہ تعالیٰ کی تجلی داخل ہوجائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی لیے خواہشات پیدا کرکے ہمیں ناجائز خواہشات توڑنے کا حکم دیا ہے، حسین چہروں کی صورت میں آبگینے اور شیشے پیدا کئے اور پھر حکم دیا کہ ان کو دیکھنا مت، بس ان کو دیکھنے کی حرام خواہشات کو توڑتے رہو تاکہ ہم تمہارے ٹوٹے ہوئے دل کو اپنا گھر بنائیں، خواجہ صاحب کا شعر ہے ؎

نہ گھبرا کوئی دل میں گھر کر رہا ہے
مبارک کسی کی دل آزاریاں ہیں

اللہ تعالیٰ جس دل کو اپنا گھر بنانا چاہتے ہیں اسے اپنی راہ کا غم اٹھانے کی توفیق دیتے ہیں پھر وہ ہر وقت اپنی ان حرام خواہشات کو توڑنے کا غم اٹھاتا رہتا ہے جو شریعت کے خلاف ہیں، کیا اللہ کو ایسے بندہ پر رحم نہ آئے گا۔

سلطنتِ بلخ فدا کرنے کا مقام حاصل کرنے کا طریقہ

میں کہتا ہوں کہ اگر کسی حسین کو دیکھ کر قلب میں یہ خیال پیدا ہو کہ اگر میرے پاس سلطنت ہوتی تو میں اسے دے کر اس کو حاصل کرلیتا اور اس سے اپنی خواہش پوری کرلیتا، انسان کی نظر اگر اچانک کسی پر پڑ گئی اور دل نے کہا کہ

یہ تو بہت ہی پیاری شکل ہے، سلطنت دے کر اس کو حاصل کرلو مگر سلطنت تو پاس ہے نہیں، جوتے پھٹے ہوئے ہیں، کپڑے پھٹے ہوئے ہیں، کھانے کو بھی کچھ نہیں اتنا غریب و مسکین ہے لیکن دل میں خیال آ گیا کہ اگر سلطنتِ بلخ بھی ہوتی تو میں سلطنتِ بلخ دے کر اس حسین کو حاصل کر لیتا لیکن وہ کہتا ہے کہ اے اللہ میں آپ کے خوف سے آپ کے حکم پر اس صورت سے دستبردار ہوتا ہوں، اسے ہرگز نہیں دیکھوں گا، جو تیری خوشی وہی میری بھی خوشی ہے ۔

جو اُن کی خوشی ہے وہی اپنی بھی خوشی ہے
جا دل تجھے چھوڑا کہ جدھر وہ ہیں اُدھر ہم

تو بتایئے اس شخص کا کیا درجہ ہوگا، کسی حسین سے نظر بچانے پر کلیجہ منہ کو آیا، دل تڑپ کے رہ گیا لیکن اللہ تعالیٰ سے اس نے کہہ دیا کہ اے خدا! اگر سلطنتِ بلخ بھی ہوتی تو بھی ہم اس صورت کو نہ دیکھتے کیونکہ آپ اس سے ناراض ہوتے ہیں تو سمجھ لو کہ گویا اس نے سلطنتِ بلخ کا بدل دے دیا، جس خواہش کی قیمت اس کے دل میں سلطنتِ بلخ کے برابر ہو لیکن اس نے اس خواہش کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے چھوڑ دیا، نظر کی حفاظت کی، اس حسین کو دیکھنے کی خواہش سے دستبردار ہو گیا تو قیامت کے دن ان شاء اللہ یہ شخص بھی حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ کیا آپ کو اس بات پر کوئی اشکال ہے؟ آپ کے پاس سلطنت بلخ تو نہیں ہے لیکن سلطنتِ بلخ کے برابر ایک صورت کی محبت کو آپ نے اللہ کے حکم پر قربان کر دیا، خدا کے راستے میں نظر کی حفاظت کرلی، بدنظری کی حرام خواہش سے دستبرداری اختیار کرلی تو گویا یہ اللہ کے راستہ میں سلطنتِ بلخ فدا کر رہا ہے۔

شہادتِ باطنیہ معنویہ

آج سڑکوں پر بہت سے عاشقینِ خدا ہر لمحہ، ہر قدم پر سلطنت بلخ

لٹارہے ہیں، قیامت کے دن دیکھنا ان شاء اللہ ان کا کیا درجہ ہوگا۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شہادتِ ظاہری میں تو گردن سے خون بہتا ہے اور شہادتِ باطنی میں دل کا خون اندر ہی اندر بہتا رہتا ہے۔ ان شاء اللہ قیامت کے دن یہ بھی شہیدوں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ نظر بچانے میں تکلیف تو بہت ہے لیکن انعام بھی ویسا ہی ہے۔ بتایئے! اللہ کے نام پر سلطنتِ بلخ فدا کرنے کا ثواب حاصل کرنا معمولی چیز ہے؟ کسی غریب کو تو یہ تمنا بھی نہیں ہوسکتی تھی، لیکن اب میری اس تقریر کے بعد کوئی مسکین یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہائے حضرت ابراہیم بن ادھم نے تو اللہ کے نام پر سلطنتِ بلخ دے دی اگر مجھے خدا سلطنت دیتا تو میں بھی ان کے نام پر سلطنت لٹا دیتا۔ تو میری اس تقریر کے بعد اب کسی کے دل میں یہ حسرت نہیں رہنی چاہیے، آپ ہر وقت سلطنتِ بلخ اپنے پاس رکھتے ہیں، ہر حرام خواہش سے دستبرداری سلطنتِ بلخ سے کم نہیں ہے، بس اس خواہش کو پامال کرکے، توڑ کے تو دیکھئے، اللہ تعالیٰ کی تجلی اس ٹوٹے ہوئے دل کے ذرّے ذرّے میں داخل ہوجاتی ہے اور یہ شخص اولیاء صدیقین میں داخل ہوجاتا ہے، تہجد سے اور نفلی عبادات سے اولیاءصدیقین کا مرتبہ نہیں ملتا ہے، اللہ کے راستے میں غم اٹھانے سے، ان نامحرم عورتوں کو نہ دیکھنے کا غم اٹھانے سے اولیاءصدیقین کا مقام ملتا ہے۔ اولیاءصدیقین ولایت کا سب سے آخری درجہ ہے، اس کے بعد اولیاء اللہ کا کوئی درجہ نہیں ہے، اس کے بعد پھر انبیاء علیہم السلام کا درجہ ہے۔

صبر بگذیدند و صدیقیں شدند

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جتنے اولیاء اللہ صدیقین کے درجہ کو پہنچے ہیں یہ سب صبر کے راستے سے پہنچے ہیں، حلوہ کھا کے نہیں پہنچے۔

صبر کی تین اقسام

علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی لکھی ہے جس کے بارے میں علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ روح المعانی عربی زبان میں سب سے بڑی تفسیر ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر ''بیان القرآن'' اُسی سے کی ہے، سارا پارہ عم کی تفسیر تقریباً اسی سے کی ہے۔ تو علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ صبر کی تین قسمیں ہیں:

صبر کی پہلی قسم: مصیبت پر صبر کرنا

(۱)......اَلصَّبْرُ فِی الْمُصِیْبَۃِ، مصیبت پر صبر کرنا۔ اگر کسی پر کوئی مصیبت آ گئی تو وہ اللہ سے دعا کر رہا ہے کہ اے اللہ عافیت دے دیجئے، صبر دے دیجئے، صحت دے دیجئے۔ اللہ سے دعائیں تو کر رہا ہے مگر اللہ پر اعتراض نہیں کر رہا کہ ہر مصیبت میرے ہی کھاتے میں ہے۔ نہیں، دل سے اللہ کے حکم پر راضی رہے کہ اے اللہ! آپ ہمارے مالک ہیں، آہ! اس میں ہمارا ضرور کوئی نہ کوئی فائدہ ہے، لیکن چونکہ ہم ضعیف ہیں اس لئے عافیت عطا فرمائیے۔

صبر کی دوسری قسم: طاعات پر صبر کرنا

(۲)......اَلصَّبْرُ عَلَی الطَّاعَۃِ جس نفلی عبادت کی عادت ہے اس پر قائم رہئے، یہ نہیں کہ چار دن تہجد پڑھ لی، خوب تلاوت کر لی اس کے بعد سب چھوڑ چھاڑ کے بیٹھ گئے۔ نہیں، بلکہ جس عبادت کو شروع کیا اس کو ہمیشہ قائم رکھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت اپنی زندگی میں داخل کرو، اگر غلطی سے داہنے پاؤں کی جگہ پہلے بایاں پاؤں مسجد میں داخل ہو جائے تو فوراً مسجد سے باہر نکل جاؤ اور پہلے داہنا پاؤں مسجد میں داخل کرو۔ مسجد میں داخل ہونے کی پانچ سنتیں

ہیں اور نکلنے کی بھی پانچ سنتیں ہیں، ان پر عمل کیجئے۔ اسی طرح اگر پائجامہ پہننا ہے تو پہلے داہنا پاؤں ڈالو اور جب اتارنا ہو تو پہلے بائیں پاؤں سے اتارو، کرتہ پہننا ہو تو پہلے داہنی آستین میں ہاتھ ڈالئے اور اتارنا ہے تو پہلے بائیں ہاتھ سے نکالئے، ہر چیز میں سنت کا خیال رکھیے، اگر ناک صاف کرنا ہو تو بائیں ہاتھ سے کریں، ہر گھٹیا کام بائیں ہاتھ سے کریں، کتاب کو سیدھے ہاتھ سے پکڑیں، ان سنتوں کی مشق بھی اَلصَّبْرُ عَلَى الطَّاعَةِ میں داخل ہے۔ ماں باپ کا ادب بھی اسی میں داخل ہے، اگر کبھی ماں باپ پر غصہ آجائے تو صبر کرلو۔ اسی طرح کسی سے کوئی بدمزگی پیدا ہوگئی اور اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر ہم اس سے سخت بات کرتے ہیں تو یہ دین سے دور ہوجائے گا تو اپنے نفس کو اللہ کے لئے مٹادو تاکہ وہ تم سے قریب ہوجائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک چرواہا اللہ میاں سے باتیں کررہا تھا کہ اے اللہ اگر تو مجھے مل جائے تو میں اپنے ہاتھ سے تجھے روٹی پکا کے کھلاؤں، تیرے بیٹھنے کے لیے جگہ کو صاف کروں، تیرے لباس سے جوئیں نکالوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادھر سے گذر ہوا تو آپ نے اس کو ڈانٹا کہ ارے بے وقوف! یہ جو تو باتیں کررہا ہے اللہ ان سب باتوں سے بے نیاز ہے، اب وہ بے چارہ چرواہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ڈانٹ سن کر گھبرا کے بھاگ گیا۔ تو حضرت موسیٰ کو حکم ہوا۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

نبیوں کا کام بندوں کو اللہ سے جوڑنا ہے نہ کہ توڑنا، آپ نے اس چرواہے کو اتنا کیوں ڈانٹ دیا۔

موسیا! آدابِ دانا دیگر اند
سوختہ جانے روانا دیگر اند

اے موسیٰ! عقلمندوں کے آداب دوسرے ہوتے ہیں اور محبت میں جلے بھنے سوختہ دلوں کے آداب دوسرے ہوتے ہیں۔ پھر حکم ہوا کہ جاؤ اس کو لے کر آؤ ؎

اپنے دیوانے کی باتیں موسیا
ڈھونڈتی ہے بارگاہِ کبریا

اے موسیٰ! بارگاہِ کبریا اپنے دیوانے کی باتوں کو ڈھونڈ رہی ہے، جاؤ اس کو پکڑ کے لاؤ، تو نیک کاموں پر صبر کرنا بھی اَلصَّبْرُ عَلَی الطَّاعَةِ میں داخل ہے۔ لہٰذا جو سنت معلوم ہو جائے اس پر عمل کرو بلکہ جس وقت کا جو حکم ہے اس پر عمل کیجئے۔

صبر کی تیسری قسم: گناہوں سے بچنے پر صبر کرنا

(۳)......اَلصَّبْرُ عَنِ الْمَعْصِيَةِ یعنی گناہوں سے بچنے پر صبر کرنا۔ جب گناہوں کا تقاضا ہو تو نفس کو اس پر عمل کرنے سے روکنا بھی صبر ہے، اگر یہ گناہ پر صبر نہیں کرتا اور گناہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی معیت سے محروم ہو جائے گا، اسے اللہ سے دوری ہو جائے گی جب تک توبہ استغفار نہ کر لے، اب توبہ استغفار کر کے اللہ کو راضی کرو تاکہ دوبارہ سے سلسلہ جُڑ جائے۔

مردانِ راہِ خدا

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مردانہ بن کے رہو، زنانہ پن سے مت رہو۔ اللہ تعالیٰ کا راستہ زنانہ پن سے طے نہیں ہوگا، اس کے لیے مرد بننا پڑے گا ؎

ہیں تبر بردار و مردانہ بزن
چوں علی وار ایں درِ خیبر شکن

جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مردانہ وار کر کے، غزوۂ خیبر میں یہودیوں کے قلعۂ خیبر پر حملہ کر کے اس کے دروازے کو توڑا تھا اسی طرح تم بھی اپنے نفس کی

بری خواہشات پر مردانہ وار حملہ کر کے انہیں توڑ دو یعنی جان کی بازی لگا دو کہ جان دے دیں گے مگر اپنے مولیٰ کو ناراض نہیں کریں گے، چاہے ہمارا نفس ناراض ہوجائے، نفس غمگین ہوجائے، بیوی ناراض ہوجائے، معاشرہ ناراض ہوجائے مگر ہم حکم شرعی اختیار کریں گے، ہم ٹیلی ویژن کو گھر میں نہیں آنے دیں گے جس پر ناچ اور گانے ہوں اور نامحرم عورتیں ہوں اور کھلی ہوئی رانوں کے ساتھ ہاکی کے میچ ہوں، اگر کوئی شرعی پردہ سے ناراض ہوتا ہے تو ہونے دو۔ دیکھو! کسی بات میں مخلوق کو مت دیکھو اللہ تعالیٰ کو دیکھو بس پھر ان شاء اللہ فتح آپ کی ہوگی۔

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ کی شان

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت عاشق مرید تھے، انگریزوں کے زمانے میں ہندوستان میں ڈپٹی کلکٹر تھے، جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کا اصلاحی تعلق ہوا تو وہ ڈپٹی کلیکٹری کے ساتھ لمبا کرتہ اور شرعی پائجامہ اور گول ٹوپی پہننے لگے، یوپی صوبہ کے تمام ڈپٹی کلکٹروں نے ان کا مذاق اڑایا، انہیں بہت سمجھایا کہ کمشنر صاحب ناراض ہوجائیں گے، پینٹ وغیرہ پہنا کرو لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لباس نہیں چھوڑا۔ ایک مرتبہ انگریز کمشنر نے تمام ڈپٹی کلکٹروں کو بلایا تو سب لوگ کوٹ پتلون پہنے اور ٹائی لگائے ہوئے تھے اور خواجہ صاحب لمبا کرتہ، شرعی پائجامہ اور گول ٹوپی پہنے ہوئے اور تسبیح پڑھتے ہوئے پہنچے، وہاں سب ڈپٹی کلکٹر کھڑے تھے، کمشنر نے کسی کے لیے کرسی نہیں منگائی تھی لیکن کمشنر نے جیسے ہی خواجہ صاحب کو آتے دیکھا تو فوراً کھڑا ہوگیا اور چپراسی سے کہا کہ ان کے لیے کرسی لاؤ، پھر تمام ڈپٹی کلکٹروں کو خطاب کر کے کہا کہ یہ شخص بھی آپ ہی کے عہدہ کا ہے، آپ کو یہ اعتراض تو ہوگا کہ کمشنر نے انصاف کے

خلاف کیا کہ ہم کو کرسی نہیں دی اور اس ملّا کو کرسی دے دی۔ اب جواب سنو کہ انگریز کمشنر نے اس بات کا کیا جواب دیا، اس نے کہا کہ یہ مغلیہ سلاطین کے لباس میں ہے، مغلیہ خاندان کے اکبر، عالمگیر جیسے بادشاہ جو گذرے ہیں یہ ان کے شاہی لباس میں ہے، میرے دل پر اس کی ہیبت طاری ہو رہی ہے، میں مجبور ہوں ان کو کرسی دینے پر اور تم لوگ میرے لباس کی نقل کر رہے ہو اس لیے میرے دل میں تمہاری کوئی ہیبت نہیں ہے۔ بقول شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمانوں نے انگریز کو ہندوستان سے تو نکال دیا، اس کا گھوڑا برطانیہ تو پہنچا دیا مگر اس کی لید آج تک سونگھ رہے ہیں، اس کے کلچر اور تہذیب کو نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ دیکھا آپ نے! خواجہ صاحب کو اللہ نے کیسی عزت دی۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب ڈپٹی کلکٹروں نے میرا مذاق اڑایا تو جس طرح آج جو عورتیں شرعی پردہ کرتی ہیں، برقعہ اوڑھتی ہیں، ٹیلی ویژن سے نفرت کرتی ہیں، تو انہیں ملانی کہا جاتا ہے، جو کاروباری تاجر ڈاڑھی رکھ لیتے ہیں اور اللہ والے بننے لگتے ہیں تو سب لوگ انہیں کہتے ہیں کہ ارے بھئی! کیا ملّا بن رہے ہو۔ بتائیے! کیا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنا اتنا بڑا جرم ہو گیا۔ اکبر الہ آبادی شاعر اپنے زمانہ کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ ؎

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

تو آج بھی زمانہ ایسا ہی ہے، اگر ہماری مائیں، بہنیں بزرگوں کی باتیں سن کر سنت پر چلنے لگیں تو گھر کے دوسرے لوگ مزاحمت کرتے ہیں، مگر اس کی پروا مت کرو ؎

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے
پیشِ نظر تو مرضیٔ جانانہ چاہیے

پھر اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

تو جب ڈپٹی کلکٹروں نے خواجہ صاحب کی گول ٹوپی اور ڈاڑھی کا مذاق اڑایا تو خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف دیکھا اور خدا کو خطاب کر کے یہ شعر پڑھا ؎

ساری دنیا کی نگاہوں سے گرا ہے مجذوبؔ
تب کہیں جا کے ترے دل میں جگہ پائی ہے

اللہ تعالیٰ کے عاشق مخلوق کی ملامت سے نہیں ڈرتے

آپ کچھ دن مخلوق کے طعن و تشنیع برداشت کرنے کی ہمت کرلیں، پھر ان شاء اللہ ایک دن یہی مخلوق آپ کی جوتیاں اٹھائے گی۔ آپ دنیا کے معاملے میں بھی تو یہی کرتے ہیں، اگر آپ کو وزیر اعظم یہ کہے کہ جو کوٹ پتلون کی جگہ شلوار قمیص پہنے گا اسے حکومت دو ہزار گز کا پلاٹ دے گی اور اس کی تعمیر کے لئے نقد روپے بھی ملیں گے تو پھر دیکھتا ہوں کہ کتنوں کے لباس نہیں بدلتے، ایک آدمی بھی کوٹ پینٹ میں نظر نہیں آئے گا تو جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت کی قیمت معلوم ہوگئی، خدا تعالیٰ کی عظمت و بڑائی معلوم ہوگئی، وہ ان مچھر مکھیوں کو خیال میں نہیں لاتا، کسی کے ہنسنے کو، مذاق اڑانے کو خاطر میں نہیں لاتا۔

خلیفہ ہارون رشید کا جلوس جا رہا تھا، ایک بھنگی نے کہا کہ آج کل خلیفہ میری نظر سے گرا ہوا ہے، انٹلی جنس نے اس کا یہ جملہ نوٹ کر کے بادشاہ کو پہنچا دیا، جلوس ہی میں انٹلی جنس نے بادشاہ سے کہا کہ بھنگی نے کہا ہے کہ آج کل بادشاہ میری نظر سے گرا ہوا ہے تو بادشاہ ہنسا اور قہقہہ لگا کر کہا کہ بادشاہ کو بھنگیوں کی نظر میں عزت کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر ساری دنیا کہتی ہے کہ ڈاڑھی

اچھی نہیں لگتی اور عورتیں برقعہ نہ پہنیں تو میں برقعہ پوش خواتین سے اور ڈاڑھی والے مردوں سے کہوں گا کہ تم نبی کی سنت پر فخر کر کے یہ کہو کہ اے دنیا والو! ہمیں تمہاری نظر میں عزت نہیں چاہیے، تمہارے قبضے میں ہماری عزت و ذلت نہیں ہے، تمہارے قبضے میں ہماری صحت اور بیماری نہیں ہے، تمہارے قبضے میں ہماری تنگدستی اور فراخ دستی نہیں ہے، تمہارے قبضے میں ہمارا حسنِ خاتمہ نہیں ہے، تمہارے قبضے میں قیامت کے دن کا فیصلہ نہیں ہے، لیکن مخلوق کا خوف کیسے نکلے گا؟ اہل اللہ کی صحبت سے۔ ستاروں سے آپ کب بے خوف ہوں گے؟ جب سورج سے دوستی ہوگی۔ پھر ستارے خود ہی آپ کو بیکار نظر آئیں گے۔ تو خالقِ آفتاب سے دوستی کرو، اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرو، کچھ دن اخلاص کے ساتھ اللہ والوں کی صحبت میں رہ جاؤ۔

شیخ کی صحبت میں چالیس دن لگالیں

دوستو! آج صحبت کا معاملہ بہت قلیل ہے، آٹھویں دن جمعہ جمعہ والا معاملہ ہے، آج مرید آٹھویں دن ایک گھنٹہ کے لیے شیخ کے پاس آکر سمجھتا ہے کہ میں نے بڑا حق ادا کر دیا حالانکہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی اللہ والے کے پاس اس کی خانقاہ میں چالیس دن لگالو۔ دیکھو! اگر کراچی کے ڈاکٹروں کا بورڈ فیصلہ کر دے کہ صاحب آپ کے پھیپھڑوں میں ٹی بی کا مرض پیدا ہو رہا ہے، آپ کو مری میں چالیس دن رہنا پڑے گا تو فوراً بیوی کا زیور فروخت ہو جائے گا اور سب سے پہلے بیوی صاحبہ اجازت دیں گی بلکہ وہ تو ڈنڈا نکال لے گی کہ فوراً گھر سے نکلو، تم زندہ نہیں رہو گے تو ہم کیا کریں گے، لیکن اگر وہ دیندار بننے کے لئے کہہ دے کہ میں خانقاہ میں چلہ لگانا چاہتا ہوں تو سب سے پہلے بیوی کا ڈنڈا لگتا ہے کہ کیوں جا رہے ہو؟ لیکن اللہ جس کو توفیق دے دیں پھر تو وہ بزبانِ حال اس شعر پر عمل کرے گا کہ۔

کوئی جیتا کوئی مرتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

پھر وہ کسی اللہ والے کے پاس بستر ڈال دے گا لیکن اس کے یہ چالیس دن ساری زندگی کے لئے کیمیا بن جائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر معاشرہ اس کو گمراہ نہیں کر سکتا۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ ساری زندگی میں کم از کم چالیس دن کسی اللہ والے کی خدمت میں اخلاص کے ساتھ رہ پڑو لیکن یہاں تو آٹھویں دن کی حاضری کو ہی غنیمت سمجھا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی۔ میں یہ ایک مثال پیش کر رہا ہوں کہیں کوئی یہ نہ کہہ دے کہ صاحب ہمیں چور بنا دیا، جیسے کوئی آدمی کہے کہ میرا بچہ چاند جیسا ہے تو وہ چاند تھوڑا ہی ہوتا ہے۔

نفع اور حضرت والا کا پہلا چلّہ

تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر چالیس دن نہ لگا سکے تو چلو جمعہ جمعہ ہی سہی لیکن بتا رہا ہوں کہ پورا فائدہ تب ہوتا ہے جب چالیس دن کا قیام کرے۔ دیکھو جتنے اولیاء اللہ تھانہ بھون سے نکلے ہیں وہ سب چالیس دن وہاں رہے تھے اور اختر بھی جو آپ کو ترغیب دے رہا ہے اس نے بھی اٹھارہ سال کی جوانی میں اپنے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہلی ہی ملاقات میں چالیس دن لگائے تھے جبکہ وہاں دل کو بہلانے کا کوئی ظاہری سبب بھی نہیں تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب دل گھبرائے گا تو پھر اکیلا خانقاہ میں کیا کروں گا۔ اب دیکھ لو کہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ ستر سال کے تھے اور اختر اٹھارہ سال کا اور قصبے سے باہر حضرت کا گھر تھا، ان کے گھر کے قریب کسی اور کا گھر نہیں تھا، رات کو جب چراغ گل ہو جاتا تھا تو کوئی روشنی نہیں ہوتی تھی، تاروں کی روشنی میں شیخ اللہ اللہ کرتے تھے، اشک بھری آنکھوں سے یا اللہ کے نعرے لگاتے تھے، جب وہ

یااللہ کہتے تھے تو اختر کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہی سب سے بڑا گلستاں ہے، مری اور کشمیر کی تمام بہاریں یہیں جمع ہوگئی ہیں، ان کے یااللہ کہنے میں اتنا مزہ آتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ ہفت اقلیم کی ساری سلطنت یہیں آ گئی ہے۔

صحبت اہل اللہ کی برکت سے روحانی حیات عطا ہوتی ہے

تو دوستو! یہ بتا رہا ہوں کہ صحبت کی کیا اہمیت ہے۔ دیکھو! جب انڈا مرغی کی صحبت میں رہتا ہے تو اس میں سے اکیس دن بعد چوزہ چھلکا توڑ کر باہر نکل آتا ہے، اکیس دن سے پہلے وہ چھلکا نہیں توڑ سکتا۔ اکیس دن اس مرغی کی صحبت سے اس میں اتنی قوت آجاتی ہے کہ چونچ سے چھلکا توڑ کر باہر نکل آتا ہے جبکہ اکیس دن پہلے چونچ بھی نہیں ہوتی۔ آپ بتائیے کہ انڈے میں کیا ہوتا ہے؟ صرف سفیدی اور زردی ہوتی ہے۔ لیکن مرغی کی صحبت کی برکت سے اللہ چوزہ کی چونچ بھی بنا دیتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب تعلقات میں اتنا گھرا ہوا ہوں، دنیا کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں، میں کیسے اللہ والا بنوں۔ تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا
کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا

تم ہمت، ارادہ اور اللہ سے دعا تو کرو پھر خدا ایسی آہ عطا کردے گا کہ تعلقات کی ساری زنجیریں ٹوٹ جائیں گی، آپ کی آہ فرشتوں کو رُلا دے گی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب جلال الدین روتا ہے ؎

چوں بگریم خلقہا گریاں شود
چوں بنالم چرخہا نالاں شود

جب جلال الدین رومی خدا کی یاد میں روتا ہے تو اس کے ساتھ ایک مخلوق روتی

ہے اور جب میرے آہ و نالے نکلتے ہیں تو آسمان بھی میرے ساتھ روتا ہے۔ اس لئے عرض کرتا ہوں کہ یہ صحبت بہت ہی اہم ہے۔

صحبتِ اہل اللہ کے ساتھ ذکر اللہ کا اہتمام بھی ضروری ہے

تو سامعین کرام! ایک تو اہل اللہ کی صحبت کا اہتمام کریں دوسرا ذکر اللہ کا اہتمام کریں، کم سے کم ایک تسبیح روزانہ لا الہ الا اللہ کی پڑھیں، آج ہمارا ذکر بھی پھپھُسا ہے، گو نفع سے وہ بھی خالی نہیں لیکن مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

عام می خوانند ہر دم نام پاک
ایں اثر نہ کند چوں نبود عشق ناک

لوگ سبحان اللہ سبحان اللہ بھی جلدی جلدی پڑھتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس میں بھی دردِ دل شامل کرو، اللہ کا نام محبت سے لو، ابا کا نام لے کر تو آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں، اماں کا نام لے کر تو رونے لگتے ہو اور ربا کا نام ایسے پھسپھسے طریقے سے لیتے ہو کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمہارے کچھ لگتے ہی نہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چوں داری ز رب ذوالمنن

اے دنیا والو! تمہیں بیوی بچوں پر تو صبر نہیں آتا، ان کے لیے تو تڑپتے رہتے ہو اور اللہ پر تم کیسے صبر کر لیتے ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا نام ایسی محبت سے لو کہ منہ سے ان کا نام نکلتے ہی آنکھوں میں آنسو آجائیں اور معلوم ہو جائے کہ ہم کتنے بڑے مالک کا نام لے رہے ہیں ؎

جی اٹھے مردے تری آواز سے

اور سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر یاد آ گیا ؎

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذِکر میں تاثیر دور جام ہے

اللہ تعالیٰ کا نام محبت سے لینا چاہیے

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

نام او چو برزبانم فی رود
ہر بُنِ مو از عسل جوئے شد

آہ! یہ اللہ والے بھی کیا تھے، فرماتے ہیں کہ جب اللہ کا نام لیتا ہوں تو میرے جسم کا بال بال شہد کا دریا بن جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا نام محبت سے لیا جائے تو زیادہ اثر ہوتا ہے لیکن یہ محبت کہاں سے ملے گی؟ یہ محبت اہلِ محبت ہی سے ملتی ہے۔ اللہ کے عاشقوں کے پاس آنا جانا ہو بلکہ آنا جانا بھی ہو اور چند دن رہنا بھی ہو تو پھر دیکھیے کہ اللہ کی محبت ضرور عطا ہو جائے گی ان شاء اللہ۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے تھے کہ ایک بے نمازی کو دس نمازیوں میں چھوڑ دو، اس کو دو چار دس بیس دن میں شرم آ ہی جائے گی اور وہ بھی نمازی بن جائے گا۔ اسی طرح ایک غیر عاشق ہے، اللہ کی محبت کو جانتا بھی نہیں، اسے بھی خدا تعالیٰ کے دس عاشقوں میں ڈال دو، کچھ دن کے بعد وہ سمجھ جائے گا کہ ہاں کوئی چیز ضرور ہے ان کے پاس جس سے یہ مزے لے رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نام کی محبت کا اثر ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا نام محبت سے لیجئے، اشک بار آنکھوں سے لیجئے۔ اب اگر کوئی کہے کہ صاحب میرے تو آنسو ہی نہیں نکلتے، میرا دل بڑا سخت ہے، پتھر دل ہے تو اس وقت میں ایک شعر پڑھا کرتا ہوں ؎

سنا ہے سنگدل کی آنکھ سے آنسو نہیں بہتے
اگر سچ ہے تو دریا کیوں پہاڑوں سے نکلتے ہیں

کیوں صاحب! پہاڑوں سے تو دریا بہہ جائیں اور ہماری آنکھ سے ایک قطرہ آنسو بھی نہ نکلے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے دریغا اشکِ من دریا بدے

تا نثارِ دلبرے زیبا شدے

اے خدا! کاش میرے آنسو دریا ہوجاتے تو ہم آپ کے نام پر آنسو کے دریا کے دریا بہا دیتے۔ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ ذوق ہے اللہ کے عاشقوں کا! مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے دریغا اشکِ من دریا بدے

کاش میرے آنسو دریا ہوجاتے تو میں اپنے محبوب حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ شانہٗ پر دریا کے دریا آنسو فدا کردیتا۔

جوشِ محبت معرفت سے پیدا ہوتا ہے

اور اللہ کے نام میں مزہ بھی جب آتا ہے جب اس کی پہچان ہوجائے یعنی معرفت حاصل ہوجائے، پہچان کے بغیر مزہ بھی نہیں آتا۔ اس کا بھی ایک عجیب قصہ ہے۔

ناظم آباد نمبر ۴ میں جب ہم رہتے تھے تو دو عالم میرے پاس آئے، دونوں بچپن میں مظاہر العلوم سہارنپور میں ساتھ پڑھے ہوئے تھے، سہارنپور میں ایک دریا ہے اس میں ایک ساتھ تیرتے بھی تھے لیکن اب دونوں پینتیس سال کے بعد ملے، ایک ملتان سے آئے تھے ایک ٹنڈو الہ یار سے، ملتان سے جو آئے تھے وہ حضرت تھانوی کے خلیفہ مولانا خیر محمد صاحب کے صاحبزادے مولانا شریف صاحب تھے وہ میری بائیں طرف بیٹھ گئے، دوسری طرف ٹنڈو الہ یار سے جو آئے تھے وہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا نبیہ صاحب کے بیٹے شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد وجیہہ صاحب تھے، اب ان بزرگوں کے یہ دونوں

صاحبزادے بچپن کے اکٹھے پڑھے ہوئے ایک میرے اِدھر بیٹھا ہے ایک اُدھر بیٹھا ہے اور دونوں ایک دوسرے کو پہچان نہیں رہے کیونکہ پینتیس سال بعد ملے ہیں اور پینتیس سال میں چہرہ کا جغرافیہ بدل جاتا ہے۔

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

دونوں کی شکل وصورت کے نقشے بدل گئے تھے، دونوں ایک دوسرے کو پہچان نہیں رہے تھے۔ آہ! اسی طرح ایک دن اس دنیا کے سب افسانے ختم ہو جائیں گے، سوائے اللہ تعالیٰ کی محبت کے کچھ ساتھ نہیں جائے گا، دنیا میں بھی سدا کچھ ساتھ نہیں رہتا، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ چند دن کے بعد یہ صورتیں بالکل بدل جائیں گی، دانت ٹوٹ کے گال پچک گئے، کالے بال سفید ہو گئے، جغرافیے بدل گئے، تاریخ بدل گئی، اس زندگی سے اگر فائدہ اٹھایا ہے تو صرف اللہ والوں نے، انہوں نے اپنی حیات کو خدا کے نام پر فدا کر دیا، اپنے خون کو، اپنی جوانی کو جلا کر خاک کر دیا، کتنی حرام خواہشات کو جلا کر خاک کر دیا۔

تو میرے دل میں آیا کہ میں ان کا تعارف کرادوں۔ میں نے کہا کہ یہ مولانا محمد شریف صاحب ہیں، خیر المدارس ملتان سے آئے ہیں، وہاں شیخ الحدیث ہیں، مولانا خیر محمد صاحب کے بیٹے ہیں اور یہ مولانا مفتی محمد وجیہہ صاحب ہیں ٹنڈو الہٰ یار میں شیخ الحدیث ہیں بس پھر کیا تھا دونوں اٹھ کر بغلگیر ہو گئے اور بہت خوش ہوئے۔ میں نے کہا کہ اگر میں تعارف نہ کراتا، دونوں میں معرفت پیدا نہ کراتا تو دونوں میں محبت کا جوش پیدا نہ ہوتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت سب مسلمانوں کی جانوں میں ہے بس صرف معرفت کی دیر ہے، صرف معرفت کی ضرورت ہے جیسے وہاں اختؔر معرف تھا، دونوں دوستوں میں جان پہچان کرادی۔ اسی طرح شیخ کا درجہ معرِّف کا ہوتا ہے، مرید کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کرادیتا ہے، اس لئے اس کا نام معرف ہوتا ہے یعنی جان پہچان کرانے والا،

بندے کی اللہ سے جان پہچان کرانے والا، شیخ پہچان کرادیتا ہے پھر مرید خود ہی چل پڑتا ہے۔تو میں نے کہا کہ آپ دونوں کو ایک دوسرے سے محبت تو تھی مگر معرفت کے بغیر محبت میں جوش نہیں تھا، ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے کہ بغیر معرفت کے اس میں جوش نہیں آتا۔خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

دل ازل سے تھا کوئی آج کا شیدائی ہے
تھی جو اک چوٹ پرانی وہ اُبھر آئی ہے

اللہ والوں کی صحبت سے وہ چوٹ اُبھر آتی ہے جو عالمِ ارواح میں انسان کی روحوں پر اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ کہہ کر لگائی گئی تھی یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ تو جب اللہ کی معرفت پیدا ہوجاتی ہے پھر کیا ہوتا ہے ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

ستر ہزار دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے کی فضیلت

تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجیے یعنی روزانہ لا الٰہ الا اللہ کی ایک تسبیح پڑھیئے اور جو دوست سلوک طے کررہے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ پانچ تسبیح [۱] لا الٰہ الا اللہ کی پڑھیئے، پانچ مہینے میں پچھتّر ہزار ہوجائے گا۔حدیث شریف کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو ستر ہزار دفعہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ کر کسی کو بخش دے گا تو بخشنے والے کو بھی بخش دیا جائے گا اور جس نے پڑھا ہے اس کے کھاتے میں بھی ثواب لکھ دیا جائے گا، ان شاء اللہ! اس کی بھی مغفرت ہوجائے گی،تو ہر پانچ مہینے بعد جب ستر ہزار کی

---

(۱) یہ وعظ ۱۹۸۷ء کا ہے اُس وقت تک حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ پانچ تسبیحات بتاتے تھے بعد میں اُمت کے ضعف کی وجہ سے ایک تسبیح لا الہ الا اللہ کی ، ایک تسبیح اللہ اللہ کی، ایک تسبیح استغفار کی اور ایک تسبیح درود شریف کی مقرر فرمادی اور حضرت کے بے شمار متعلقین اِسی پر عمل کرتے ہیں۔(جامع)

تعداد پوری ہوجائے تو کبھی نانا کو، کبھی نانی کو بخش دو، اس طرح آہستہ آہستہ پورے خاندان والوں کی بخشش کا سامان ہو جائے گا ان شاء اللہ اور جس نے ابھی نیا نیا ذکر شروع کیا ہے تو وہ بھی سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ سے کم تو کرے ہی نہیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جو روزانہ سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے قیامت کے دن اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ چہرہ چاند کی طرح روشن کریں گے تو ان شاء اللہ کام بن جائے گا اور دنیا میں اللہ تعالیٰ اس کو منہ روشن کرنے والے اعمال بھی عنایت فرمائیں گے، لیکن ایک مزہ لا الٰہ الا اللہ کے اس ذکر کے اندر اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب لا الٰہ الا اللہ کہو تو یہ مراقبہ کرو کہ میری لا الٰہ ساتوں آسمان پار کر کے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر رہی ہے۔ اور اس کی دلیل کیا ہے؟ اب دلیل بھی سن لیجیے۔ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ لَیْسَ لَھَا حِجَابٌ دُوْنَ اللہِ الخ

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب ثواب التسبیح والتحمید، ص:۲۰۲)

یعنی لا الٰہ الا اللہ میں اور اللہ میں کوئی پردہ نہیں ہے، لا الٰہ الا اللہ براہِ راست اللہ سے ملتی ہے تو یہ کتنی بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ اب ذرا اس تصور سے پڑھ کے دیکھو کہ میری لا الٰہ الا اللہ ساتوں آسمان پار کر گئی اور اللہ سے اس کی ملاقات ہوگئی۔ دوسری روایت ہے کہ لا الٰہ الا اللہ عرشِ اعظم پر جا کر اللہ سے ملتی ہے، سبحان اللہ! ؎

نظر وہ ہے جو اس کون و مکاں کے پار ہو جائے
مگر جب روئے تاباں پر پڑے بے کار ہو جائے

لہٰذا یہ تصور کیجئے کہ جب لا الٰہ الا اللہ کہا تو اس کلمہ کی اللہ سے عرشِ اعظم پر ملاقات ہوگئی، ساتوں آسمان پار کر کے اللہ تک پہنچنا یہ کتنی بڑی قسمت کی بات ہے۔ یہ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے جو چاہے دیکھ لے۔ تو اب اس تصور سے ذکر کرنے میں کتنا مزہ آئے گا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذکر کی قیمت

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! اگر لا الہ الا اللہ ایک پلڑے میں اور ساتوں زمین و آسمان دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں تو لا الہ الا اللہ کا وزن بڑھ جائے گا۔ کیونکہ اس پلڑے میں اللہ ہے۔تو اللہ نے ہمیں یہ اتنی بڑی دولت دی ہے، یہ ہفت اقلیم سے بھی زیادہ بڑی دولت ہے۔ آج میری گذارش یہی ہے کہ اللہ کا نام محبت سے لیجئے کیونکہ آج رات میرے قلب میں ایک شعر موزوں ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام محبت سے لوتو پھر جان مست ہو جائے گی، جیسے ریل گاڑی کی اسٹیم جتنی تیز ہوگی اتنی ہی وہ تیز گام اور ایکسپریس بنے گی ورنہ مال گاڑی کی طرح سست رفتار رہے گی۔ اور اگر اسٹیم بہت زیادہ ہی تیز ہو جائے تو اڑا کر بھی لے جاتی ہے جیسے ہوائی جہاز کی اسٹیم اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ جہاز کو اڑا دیتی ہے۔تو اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی محبت کی برکت سے ہوائی جہاز بنا دیں تو سوچ لو کہ اس کی پرواز کا کیا عالم ہوگا۔

لہٰذا جب ذکر شروع کیجئے تو یہ مراقبہ کیجئے کہ اگرچہ میں زمین پر ہوں، آسمان کے نیچے ہوں مگر اپنے مالک اور اپنے پالنے والے کا نام لے رہا ہوں، جن انگلیوں پر ذکر کر رہا ہوں ان انگلیوں کے بنانے والے کا نام لے رہا ہوں۔ جانور کے طریقے سے ذکر نہ کرو جیسے جانور کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ میں کس کا ہوں اسی لیے وہ میں میں کرتا ہے، جب ہم بقر عید میں قربانی کے لیے بکرا لیتے ہیں تو وہ اپنے پرانے کھونٹے کو یاد کر کے میں میں کرتا ہے۔

سب سے منحوس گھڑی

ایک ہم ہیں کہ عالمِ ارواح میں اللہ سے کیے گئے اپنے پیمانِ دوستی کو یاد نہیں رکھتے، ہم کو جو چاہے اغواء کر کے جہاں چاہے لے جائے، چاہے سینما

ہاؤس میں بٹھادے یا کسی اور نامناسب جگہ ہم چلّاتے بھی نہیں بلکہ مزے سے کہتے ہیں کہ واہ واہ میاں آج بڑا اچھا پروگرام تھا۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ آہ! اللہ کو ناراض کر کے، بندہ اپنے مالک کو ناراض کر کے دل میں حرام لذت درآمد کررہا ہے اور خوش ہوکر کہتا ہے کہ آج بڑا اچھا ٹائم پاس ہوا۔ نہیں، ٹائم پاس نہیں ہورہا ہے ٹائم فیل ہورہا ہے کیونکہ بندہ جس گھڑی میں خدا کے غضب اور ناراضگی کا سانس لیتا ہے اس سے منحوس تو کوئی گھڑی نہیں ہوسکتی، یہ کیا جانے کہ دل کا بہلانا کسے کہتے ہیں، جو گناہوں سے اپنا دل بہلارہا ہے اس کی کیا قیمت ہے۔

درد بھرے دل کی قیمت

ارے! مبارک ہیں وہ دل جو اللہ کی یاد اور اس کے ذکر سے بہلتے ہیں، دل وہ قیمتی ہیں جو اللہ کی یاد سے بہلتے ہیں، آنسو وہ قیمتی ہیں جو اللہ کی راہ میں گرتے ہیں، وہ درد بھرا دل جو ہر وقت اللہ پر فدا رہتا ہے اس کی قیمت کا کیا پوچھتے ہو۔ اے کاش! ہمیں اپنی زندگی کا مقصد سمجھ میں آجائے۔ اپنی مٹی کو مٹی پر مت مٹی کرو یعنی مٹی کے مکانوں پر، مٹی کی عورتوں پر، مٹی کے شامی کبابوں پر، مٹی کی بریانی پر، مٹی کے کپڑوں پر، اگر مٹی پر اپنی مٹی کو مٹی کیا تو مٹی مٹی پر مٹی ہی ہوجائے گی ؎

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

قیامت کے دن اس جسم یعنی مٹی کی قیمت لگے گی تو اگر اللہ اور رسول کو ہم نے یاد کیا تو اس مٹی کی قیمت بڑھ جائے گی۔ تو خیر اب میرا وہ شعر سن لو کہ جس میں میں نے عرض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام محبت سے لو، ان کی یاد میں بے چین ہوکر لو، سمجھ کر لو ؎

اے میری جانِ بے قرار لوٹ لے قرب کی بہار
ذکر کے ساتھ آج ہے چشم بھی میری اشک بار

اے کاش کہ اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کی ایسی توفیق دیں کہ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں اور دل اللہ کا نام لینے پر مست ہو رہا ہو، پھر دیکھو سلطنت کیا چیز ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ وزارتِ عظمیٰ کی کرسیاں تمہاری نظر میں بالکل بے قدر ہو جائیں گی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں صحیح معنیٰ میں ایک سجدے کی لذت نصیب ہو جائے تو سلطان ابراہیم بن ادھم کی طرح تم بھی سلطنت کو خاطر میں نہیں لاؤ گے۔

ذکر کے ساتھ آج ہے چشم بھی میری اشک بار

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آنسو نہیں نکلتے، تو اگر آنسو نہ نکلیں، اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل ہی بنالو۔

مناقب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پہلے صحابی ہیں جن کے تیر سے اسلام میں پہلے کافر کا خون بہا اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی کہ:

((اَللّٰھُمَّ سَدِّدْ سَھْمَہٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَہٗ))

(کنز العمال، ج:۸، رقم الحدیث:۳۶۶۴۴)

اے اللہ! سعد بن ابی وقاص کے تیر کا نشانہ صحیح کر دے اور ان کی دعا ہمیشہ قبول فرما۔ یہ ان چھ مشہور صحابہ میں سے ہیں جن کی دعائیں بہت قبول ہوتی تھیں۔ جنگِ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سعد! تم تیر چلاؤ، میرے ماں باپ تم پر قربان۔ بتائیے! اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کیفیت تھی کہ حضرت سعد

رضی اللہ عنہ کو اس طرح ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے سعد! تیر چلاؤ، میرے ماں باپ تجھ پر فدا۔ محدثین لکھتے ہیں کہ صرف دو صحابہ رضی اللہ عنہما کو یہ نعمت حاصل تھی، ایک تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اور ایک حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو، ان دونوں کے علاوہ اور لاکھوں صحابہ میں سے آپ نے کسی کو اس طرح نہیں فرمایا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ یہ سعد اَحَدُ الْعَشَرَۃِ یعنی عشرہ مبشرہ میں بھی شامل تھے یعنی ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو ان کی زندگی ہی میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دے دی تھی۔ تو یہ اَحَدُ الْعَشَرَۃِ یعنی ان دس میں سے ایک بھی ہیں اور اٰخِرُ الْعَشَرَۃِ یعنی ان کا آخری بھی ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایک علاقہ کے گورنر تھے، ایک شخص نے حضرت عمر کو ان کی تین شکایتیں پہنچائیں تو حضرت سعد نے دعا کی کہ اے اللہ! اس نے مجھ پر تین جھوٹے الزام لگائے ہیں تو اس کو تین بلاؤں میں مبتلا فرما دے۔ ان کی یہ دعا قبول ہوگئی اور اس شخص کا بہت برا حشر ہوا۔ اللہ بچائے اپنے نیک بندوں کی بددعا سے۔

اللہ تعالیٰ آہ وزاری سے ملتے ہیں

تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کی روایت فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

((اِبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا))

(سنن ابن ماجۃ، کتابُ الزھد، بابُ الحزن والبکاء، ص:۳۰۹)

اللہ کے خوف سے روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والے کی شکل ہی بنالو۔ اپنی امت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برسانے کے لیے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رحمتِ حق کو حاصل کرنے والے اعمال سکھا رہے ہیں، وہ نبیِ رحمت ہمیں تعلیم دے رہے ہیں

کہ اللہ رونے سے ملے گا، طاقت سے نہیں ملے گا، زور سے نہیں ملے گا زاری سے ملے گا، تو اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل ہی بنالو؎

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

اب دعا کریں کہ جو باتیں عرض کی گئی ہیں اللہ اپنی رحمت سے انہیں قبول فرمالے اور اپنی محبت کا عظیم الشان درد ہم کو بھی اور ہماری مائیں بہنیں جو آئی ہوئی ہیں ان کو بھی عطا فرمادے، اے خدا! اپنے کاروبار کو چھوڑ کر، بال بچوں کو چھوڑ کر یہاں دور دور سے لوگ آئے ہیں یا اللہ ان میں سے کسی کو بھی اپنی رحمت سے محروم نہ فرما، اپنی شانِ جذب کی تجلی، شانِ اجتباء کی تجلی اس خانقاہ کے ذرّے ذرّے میں داخل فرمادے کہ جو یہاں داخل ہو وہ آپ کا بن جائے، اسے آپ کا اتنا قوی تعلق نصیب ہوجائے کہ معاشرہ اور دنیا اور کائنات کی کوئی طاقت اسے آپ سے چھڑا نہ سکے۔ یا اللہ! ہمیں اس نفس سے بچا کر اپنی رحمت کے صدقے میں، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اور ان بزرگوں کے صدقے میں جن کی آپ نے ہم کو جوتیاں اٹھانے کی سعادت بخشی ہے ہماری جانوں کو اپنی ذات پاک سے اس طرح چپکا لیجئے کہ ساری کائنات ہمیں کھینچنا چاہے تو بھی ہم آپ کی آغوشِ رحمت سے دور نہ ہوسکیں۔ یا اللہ! تمام گناہوں کو چھوڑ دینے کی توفیق عطا فرمادے، جن باتوں سے آپ ناراض ہوتے ہیں، ہمارے قلب کو ان باتوں سے سخت نفرت اور نہایت کراہت اور شدید انقباض عطا فرمادیجیے اور جن باتوں سے آپ خوش ہوتے ہیں اس کی فہم اور سمجھ دے دیجئے، اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنَا رُشْدَنَا وَاَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا اے اللہ! ہدایت کے راستے ہمارے دلوں میں ڈال دے اور ہمارے نفوس کے شرور سے ہمیں تحفظ عطا فرما۔ ہم سب کو اپنا محبوب ومقبول بنا، وہ لمحات جو

آپ کے ذکر میں گذرے آپ ان کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر ہم سب کو اپنا مقبول ومحبوب بنا لیجیے۔ اخترؔ جانتا ہے کہ اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، لیکن اے اللہ! آپ کے کرم اور آپ کے لائق ہونے کا یقین رکھتے ہوئے کہ آپ کریم ہیں اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کریم وہ ہے جو نالائقوں پر فضل کردے بس ہم تو آپ کے کریم ہونے کی بھیک مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہماری نالائقیوں کے باوجود ہم سب کو اپنے اولیاء صدیقین کا مقام نصیب فرما کر ہماری جانوں کو جذب فرمالیجئے۔ اے اللہ! ہمارے دن قلیل ہوتے جارہے ہیں لہٰذا اپنے انعامات کے خزانے جلد از جلد ہم پر برسا دیجئے تاکہ ہم آپ کی نعمتوں کو جاننے کا زمانہ پائیں اور ان نعمتوں کا شکر ادا کرسکیں اور آپ کی نعمتوں کی شکر گذاری کے ساتھ آپ کے پاس آئیں۔ اے اللہ! آپ ہم سب سے راضی ہوجایئے، اپنی ناراضگی کو ہم سب سے دور فرمالیجئے اور اپنی رحمت سے اپنی رضا کی حیات نصیب فرمایئے، ناراضگی کی زندگی سے ہم سب کو نجات نصیب فرمایئے، یا اللہ! ہم مانگتے مانگتے تھک گئے ہیں اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ! ہم مانگتے مانگتے تھک گئے ہیں اب آپ ہمیں بے مانگے عطا فرمادیجئے، آپ علیم وخبیر ہیں، اپنے علم کے اعتبار سے بھی اور اپنی رحمتوں کے اعتبار سے بھی لہٰذا جو دعا ہم نہ مانگ سکے ہماری وہ ضروریات بھی آپ کے علم میں ہیں انہیں بے مانگے عطا فرمادیجیے اور اے اللہ آپ کے ایک بزرگ بندے نے اس طرح دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! آپ کا نام بہت بڑا نام ہے جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنی بڑی رحمت ہم پر نازل فرمادیجئے لہٰذا ہم سب بھی آپ سے دعا کرتے ہیں کہ آپ کا نام بہت بڑا نام ہے جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنی بڑی بخششیں اور رحمتیں ہم سب پر برسا دیجئے ۔

دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما

اے اللہ! ہماری خالی جھولیوں کی طرف اپنا دستِ مبارک بڑھایئے، اے اللہ! ہماری جھولیاں صرف خالی نہیں ہیں بلکہ ان میں گناہوں کے بڑے بڑے دفتر رکھے ہوئے ہیں، اے اللہ! اپنا ہاتھ بڑھا کر ہماری ان داغدار جھولیوں کو اپنی رحمت کے خزانوں سے بھر دیجیے، تقویٰ کی نعمتیں اور وہ ساری نعمتیں جو آپ اولیاء صدیقین کو عطا کرتے ہیں وہ سب ہمیں بھی عطا فرما کر اپنا بنا لیجئے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ